© rasailojaraid.com

تاثرات

فلپائن میں مسلمانوں کو مورو کہتے ہیں۔ یہ نام ہسپانوی حکمرانوں کا دیا ہوا ہے جو سب مسلمانوں کو "مور" کہا کرتے تھے۔ جزائر فلپائن میں مسلمانوں کی کئی سلطنتیں تھیں۔ ان میں جنوبی سلطنتیں زیادہ اہم تھیں اور کئی انڈونیشی جزائر بھی ان میں شامل تھے۔ ۱۵۷۵ء میں اسپینیوں نے منیلا کے حکمران سلطان سلیمان کو شکست دی۔ لوزان اور دوسرے جزائر پر قبضہ کر لیا اور شہزادہ فلپ کے نام پر ان جزائر کا نام فلپائن رکھا۔ سیاسی تسلط قائم کرنے کے ساتھ ہی نئے حکمران عیسائیت کی اشاعت بڑی سرگرمی سے کرنے لگے اور شمالی جزائر کے مظاہر پرست قبائل کو عیسائی بنا لیا۔ رفتہ رفتہ یہاں عیسائی بڑی اکثریت میں ہو گئے۔

جنوب میں منڈاناؤ، سولو، مگنڈاناؤ اور دوسرے جزائر میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم تھیں۔ ۱۵۸۰ء اور ۱۵۹۹ء کے درمیان اسپینیوں نے مسلمان سلاطین کو اپنا محکوم بنانے کے لیے کئی حملے کیے مگر ناکام رہے۔ سترھویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں نے جوابی حملے شروع کر دیے جن کا سلسلہ ۱۶۰۶ء تک جاری رہا۔ ۱۶۳۵ء میں اسپینیوں نے منڈاناؤ پر قبضہ کرنے کی ایک اور کوشش کی مگر ان کو پسپا ہونا پڑا۔ اور اب مسلمان ہسپانوی خطرے کے خلاف متحد ہونے لگے۔ چنانچہ ۱۶۴۵ء میں ایک نامور مجاہد قدرت سلطان نصیر الدین نے مسلمانوں کو متحد کر کے اسپینیوں پر حملہ کر دیا اور آخر کار ہسپانوی حکومت مسلمانوں سے ایک معاہدہ کرنے پر مجبور ہو گئی جس کے مطابق اس نے جنوبی جزائر پر مسلمانوں کا اقتدار تسلیم کر لیا۔ ۱۸۵۱ء میں اسپینیوں نے سولو کو فتح کرنے کی ایک اور کوشش کی مگر ان کی یہ آخری کوشش بھی ناکام ہوئی اور جنوبی جزائر کے مسلمان اپنی آزادی کی حفاظت کے لیے مسلسل اور صدیوں طویل جدوجہد میں کامیاب رہے۔

۱۸۹۹ء میں فلپائن پر اسپین کا اقتدار ختم ہو گیا اور اس کی جگہ امریکہ نے لے لی۔ ہسپانوی حکومت کے آخری برسوں میں آگی نالڈو کی قیادت میں آزادی کی تحریک پھر شروع ہو گئی تھی جو امریکی دور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں بھی جاری رہی اور پہلی عالمی جنگ کے بعد شدت اختیار کر گئی۔ چونکہ حکومت کی پوری توجہ اس تحریک کی طرف مبذول رہی وہ جنوبی جزائر میں مسلمانوں کی خود مختاری کو ختم کرنے کی کوشش نہ کر سکی۔

۱۹۴۶ میں امریکہ نے فلپائن کو آزادی دے دی اور سیاسی اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آگیا جو سامراج کے پروردہ اور نہایت متعصب عیسائی تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کے اہم علاقوں سولو، منڈاناؤ، مگنداناؤ، پلاوان اور بسیلان وغیرہ پر عیسائیوں کا تسلط قائم کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کو خوب مسلح کر دیا۔ چنانچہ عیسائی مسلمانوں پر حملے کرنے لگے اور سرکاری فوج بھی ان کی مددگار بن گئی۔ ان علاقوں میں مسلمان بھاری اکثریت میں ہیں اور ان کی تعداد کم و بیش پچاس لاکھ ہے۔ اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے وہ پھر سینہ سپر ہو گئے اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

مسلمانوں نے مورو محاذِ آزادی کے نام سے اپنی تنظیم قائم کر لی ہے جس کے رہنما نور مسوری ہیں اور اس کا مطالبہ یہ ہے کہ حکومتِ فلپائن مورو (مسلمانوں) کو ایک قوم تسلیم کرے۔ منڈاناؤ، سولو، بسیلان اور پلاوان کی خود مختاری کو قبول کرے۔ یہاں حکومت صرف مورو قوم کی ہو اور حکومتِ فلپائن کی ذمہ داری صرف بیرونی حملہ سے مدافعت تک محدود رہے۔

۱۹۶۸ سے یہ جنگ شدت اختیار کرنے لگی اور ۱۹۷۰ میں فوجی کارروائیوں سے بہت تباہ کن نقصان پہنچا۔ ۱۹۷۵ کے اوائل تک ۴۰ ہزار مسلمان شہید ہوئے تھے اور ۱۷ لاکھ افراد بے گھر ہو گئے تھے۔ مسلمانوں کی اس تباہی اور قتلِ عام نے قدرتی طور پر اسلامی دنیا کو بہت متاثر کیا۔ چنانچہ جون ۱۹۷۴ میں اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں جو کوالالمپور میں ہوئی تھی اس مسئلہ پر بھی غور کیا گیا اور چار وزیروں پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی تاکہ وہ فلپائن کا دورہ کر کے حالات کا جائزہ لے اور اپنی رپورٹ وزرائے خارجہ کی آئندہ کانفرنس میں پیش کرے۔ اسلامی تنظیم کے سکریٹری حسن التہامی نے محاذِ آزادی کے رہنماؤں اور حکومت کے نمائندوں میں مذاکرات کا انتظام بھی کیا۔

جولائی ۱۹۷۵ میں وزرائے خارجہ کی چھٹی کانفرنس جدہ میں ہوئی، جس میں مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کیا گیا اور وزرائے خارجہ نے اس اہم حقیقت کو محسوس کیا کہ اسلامی تنظیم کو غیر مسلم ملکوں میں مسلمان اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے موثر جدوجہد کرنا چاہیے۔ چنانچہ کانفرنس نے یہ طے کیا کہ اسلامی تنظیم کی سکریٹریٹ ساری دنیا میں مسلمان اقلیتوں کے حالات کا تفصیلی مطالعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر کے ان کے متعلق ایک جامع رپورٹ کانفرنس کے آئندہ اجلاس میں پیش کرے۔ یہ اجلاس ۱۹۷۶ میں استنبول میں ہوگا۔

وزرائے خارجہ کی یہ قرارداد نہایت مناسب، اہم اور قابلِ ستائش ہے۔ مسلمان اقلیتوں کا تحفظ اسلامی تنظیم کا ایک بنیادی فرض ہے اور اس مسئلہ کا تفصیلی جائزہ لے کر موثر اور قابلِ عمل تدابیر اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔ مسلمانوں کی تعداد دنیا میں اس وقت اسّی کروڑ ہے اور اس مجموعی تعداد کا ایک تہائی حصہ مسلمان اقلیتوں پر مشتمل ہے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اگرچہ بعض ملکوں میں یہ لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ بھارت چین اور روس میں تو مسلم اقلیتیں اپنی تعداد کے اعتبار سے دنیا کے بہت سے ملکوں کی پوری آبادی سے بھی زیادہ ہیں۔ تعداد کم ہو یا زیادہ، ان سب کو طرح طرح کے مسائل کا سامنا ہے، اور ان کے سیاسی، اقتصادی، مذہبی، ثقافتی ہر قسم کے حقوق کا تحفظ کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر بھارت کو لیجیے۔ بھارتی مسلمان سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ لیکن اتنی زیادہ تعداد میں ہونے کے باوجود ان کے لیے اپنا ملّی وجود تک برقرار رکھنا دشوار ہو گیا ہے۔ ان کے دینی شعائر قومی روایات، تہذیب و ثقافت اور زبان و ادب سب کو مٹا دینے کی منظم کوششیں ہو رہی ہیں اور خود حکومت کی چشم پوشی اور حوصلہ افزائی سے مسلمانوں کے خلاف فسادات جس کثرت سے ہوتے ہیں اس کی مثال کہیں اور نہیں مل سکتی۔ اسی طرح دوسرے ممالک کی مسلم اقلیتوں کو بھی دشوار مسائل کا سامنا ہے۔ یہ مسائل اسی وقت حل ہو سکتے ہیں جب ساری اسلامی دنیا ان کو حل کرنے میں موثر طور پر مدد دے۔ اور مسلمان اقلیتوں کے تحفظ کو ملتِ اسلامیہ کا ایک اہم ترین مسئلہ قرار دیا جائے۔

ہمیں قوی امید ہے کہ اسلامی تنظیم اس مشکل لیکن نہایت ہی اہم مسئلے کو جلد ہی بہت خوبی اور کامیابی سے حل کر سکے گی۔ واللہ التوفیق من اللہ تعالیٰ۔

(رزاقی)

© rasailojaraid.com